السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کپڑوں کے دکاندار کے پاس اگر کوئی کپڑا نہیں ہوتا ہے تو وہ برابر والی دکان سے اٹھا لیتا ہے، اور خریدار پر بیچتا ہے، اور اصل مالک کو کپڑے کی قیمت دیتا ہے جبکہ نفع خود لیتا ہے، چونکہ یہ دکاندار کے ہاں معروف ہے، کہ ایک دوسرے سے ایسے کپڑے اٹھا لیتے ہیں، اس وجہ سے دلالۃً تو اجازت ہے لیکن شریعت میں یہ بیع کون سی بیع شمار ہوگی؟

بائع وکیل ہوگا یا کفیل اس حوالے سے راہنمائی کی ضرورت ہے؟

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں دوسرے دکاندار سے کپڑا لیکر بیچنے والا عقدِ اول (ایک دکاندار کا دوسرے دکاندار سے کپڑا لیکر آنا) کی نسبت سے مشتری اور عقدِ ثانی (دوسرے دکاندار سے کپڑا لاکر فروخت کرنا) کی نسبت سے بائع ہے۔ نیز وہ کفیل اور وکیل نہیں بلکہ وہ خود اپنے لیے عقد کررہا ہے۔

واضح رہے کہ صورتِ مسئولہ میں دو عقد پائے گئے ہیں، عقدِ اول: ایک دکاندار کا دوسرے دکاندار سے کپڑا لیکر آنا ہے، اور اس کی ذکر کردہ صورت بیعِ استجرار کی ہے، اور بیعِ استجرار کی متأخرین فقہاءِ احناف نے استحساناً جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

دوسرا عقد: دوسرے دکاندار سے کپڑا لاکر خریدار کو فروخت کرنا ہے، اور اس دوسرے عقد میں ابتداءً جب خریدار دکاندار کے پاس آتا ہے، تو دکاندار کے پاس چونکہ کپڑا موجود نہیں ہوتا بلکہ وہ کسی دوسرے دکاندار سے خرید کر بیچتا ہے، اس لیے اس عقد کو وعدہ بیع قرار دیا جائیگا، کیونکہ معدوم کی بیع باطل ہے۔ جب یہ دوسرا عقد وعدہ بیع ہے، عقدِ بیع نہیں ہے تو کپڑا لانے کے بعد خریدار کو اختیار ہوگا چاہے تو کپڑا خرید لے، چاہے تو انکار کرلے۔

البتہ عقدِ اول چونکہ تام ہوچکا ہے، اس لیے انکار کی صورت میں

Scanned by CamScanner

دکاندار مذکورہ کپڑے کو اپنے بائع کو واپس نہیں کر سکتا، ہاں اگر بائع خود لینے پر راضی ہو جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

(۱) لما فی السنن ابی داؤد ۲/۱۳۹ ط سعید

عن حکیم بن حزام قال یارسول یأتینی الرجل فیرید منی البیع لیس عندی أفابتاعہ لہ من السوق فقال "لاتبع مالیس عندک۔

(۲) وفی الدر المختار ۵/۵۸ ط سعید

(وبیع مالیس فی ملکہ) لبطلان بیع المعدوم۔

(۳) وفی رد المحتار ۵/۱۲۱ ط سعید

(قولہ ورضا المتعاقدین) لأن الکلام فی رفع عقد لازم، وأما رفع مالیس بلازم فلمن لہ الخیار لعلم صاحبہ لا برضاہ بحر۔ وحاصلہ: ان رفع العقد غیر اللازم وھو مافیہ خیار لا یسمی إقالۃ بل ھو فسخ ولذا لم یشترط فیہ رضاھما

(۴) وفی فقہ البیوع ۱/۷۲ ط معارف القرآن

ومما یلحق بالتعاطی بیع الاستجرار، وھو فی اصطلاح الفقہاء المتأخرین ان یأخذ الرجل من البائع الحاجات المتعددۃ شیئاً فشیئاً دون ان یجری بینھما مساومۃ او ایجاب وقبول فی کل مرۃ ۔۔۔ وأما الحنفیۃ فقد اجاز المتأخرون منھم ھذا البیع استحساناً۔

(۵) وفی الدر المختار ۴/۵۱۶ ط سعید

بالشیء الانسان من البائع اذا حاسبہ علی أثمانھا بعد استھلاکھا جاز استحساناً

(۶) وفی موسوعۃ الفقہ الاسلامی ۵/۳۵۳ ط القاھرۃ

تعریف الاستجرار عند الفقہاء: مذھب الحنفیۃ عرف صاحب الدر المختار ۔۔۔ الخ

واللہ سبحانہ وتعالیٰ أعلم

کتبہ: ضیاء الدین بن شہزادہ

دار الافتاء: جامعہ دار العلوم یاسین القرآن نارتھ کراچی

الجواب صحیح

۱/۵/۱۴۴۱

دارالافتاء — جامعہ دار العلوم یاسین القرآن

01 JAN 2020

رئیس دارالافتاء — المفتی السید نجم الحسن الامروھوی — جامعہ دار العلوم یاسین القرآن